ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 3955

Program: BS Islamic Studies (Dars-e-Nizami)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ (شعبہ سیرت سٹڈیز)

کورس: مطالعہ متن حدیث صحیح مسلم (3955)

سطح: ایس علوم اسلامیہ (درس نظامی)

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ: 5-9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، احادیث کے مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل نہ کریں۔ اس گائیڈ میں احادیث کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور حوالے دیے گئے ہیں؛ کسی خاص فقہی مسئلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف موجود ہو سکتا ہے، اس لیے کسی فرد یا خاص معاملے پر کسی حکم کا اطلاق مستند علماء اور اہلِ افتاء ہی کا کام ہے، طالب علم کو چاہیے کہ عملی مسئلے میں ان ہی کی طرف رجوع کرے۔

سوال نمبر 1: اذکار اور مسنون دعائیں — مواقع، مفاہیم، مقاصد اور فوائد (20 نمبر)

سوال نمبر 1: روزمرہ زندگی میں مختلف اوقات میں پڑھے جانے والے اذکار اور مسنون دعاؤں کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ان کے مواقع، مفاہیم، مقاصد اور روحانی و اخلاقی فوائد کو واضح کریں اور مناسب مثالیں پیش کریں۔ (20)

تعارف

ذکر اللہ اسلام کی روحانی زندگی کی بنیاد ہے۔ صحیح مسلم کے آخری حصے میں کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار ایک مستقل کتاب ہے جس میں مختلف اوقات و احوال کی دعاؤں اور اذکار کو جمع کیا گیا ہے۔ ان اذکار کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی کے کسی لمحے کو اللہ کی یاد سے خالی نہیں چھوڑتے؛ آنکھ کھلنے سے لے کر رات سونے تک، کھانے پینے سے سفر و حضر تک، خوشی سے غم تک ہر حالت کے لیے نبوی رہنمائی موجود ہے۔ تجزیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اذکار محض الفاظ کی تکرار نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ تربیت ہیں جو بندے کے عقیدے، اخلاق اور نفسیات کو بیک وقت سنوارتے ہیں۔ اس جواب میں ہم اذکار کے اہم مواقع، ان کے مفاہیم و مقاصد اور ان کے روحانی و اخلاقی فوائد کو مثالوں کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہاں اذکار کا مفہوم و موقع بیان کیا گیا ہے؛ اصل الفاظ کے لیے کتاب الذکر کی اصل روایات اور مستند اذکار کی کتب سے رجوع کرنا چاہیے۔

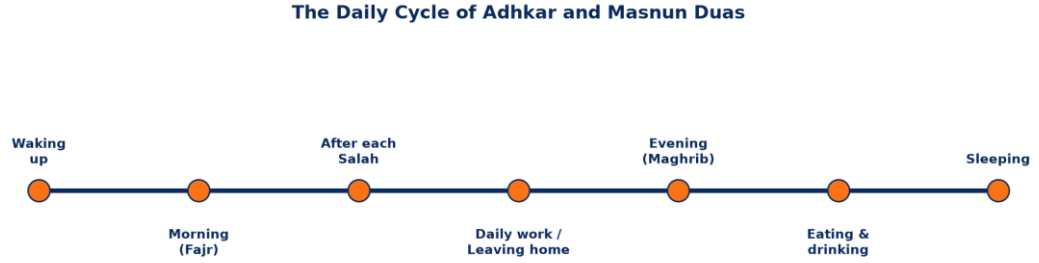
اذکار کے مفہوم اور ان کی اقسام

ذکر کے معنی یاد کرنا اور زبان و دل سے اللہ کا تذکرہ کرنا ہے، جبکہ دعا اپنے رب سے مانگنے اور اسے پکارنے کا نام ہے۔ اذکار کی دو بڑی قسمیں ہیں: مطلق اذکار جو کسی وقت کے پابند نہیں، مثلاً ہر حال میں تسبیح و تحمید، تکبیر و تہلیل اور درود شریف کی کثرت؛ اور مقید اذکار جو خاص مواقع سے جڑے ہیں، مثلاً صبح و شام کے اذکار، نماز کے بعد کے اذکار اور سونے جاگنے کے اذکار۔ روایات کا مفہوم ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ و مردہ جیسی ہے، اور یہ کہ ذکر دلوں کے اطمینان کا ذریعہ ہے (صحیح مسلم،

کتاب الذکر والدعاء)۔ اس تقسیم سے یہ اصول نکلتا ہے کہ شریعت نے ذکر کو عبادت گاہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے پورے دن کے شب و روز میں پھیلا دیا ہے، تاکہ بندے کا تعلق اپنے خالق سے مسلسل قائم رہے اور غفلت اس پر غالب نہ آئے۔

اہم مواقع اور ان کی مثالیں

صبح و شام کے اذکار دن کی حفاظت کا حصار ہیں؛ فجر کے بعد اور عصر و مغرب کے قریب پڑھے جانے والے اذکار میں اللہ کی حمد، اس سے مغفرت کا سوال، دنیا و آخرت کی عافیت کی طلب اور شیطان و آفات سے پناہ کے مضامین پائے جاتے ہیں، مثال کے طور پر صبح کے وقت بندہ نئے دن کی نعمت پر شکر اور شام کے وقت پورے دن کے اعمال اللہ کے سپرد کرنے کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ نماز کے بعد کے اذکار میں تسبیحات کی معروف ترتیب یعنی تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کی مثال مشہور ہے جسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے جانے والے عمل کے طور پر تسبیحِ فاطمی کہا جاتا ہے اور جس کی فضیلت خادم رکھنے سے بہتر قرار دی گئی، اس کا مفہوم روایات میں مذکور ہے (صحیح مسلم، کتاب الذکر)۔ اسی طرح سونے سے پہلے کے اذکار میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے، اور نیند سے بیدار ہونے پر زندگی کی نئی مہلت پر حمد کا مفہوم آتا ہے؛ کھانے سے پہلے اللہ کا نام لینے اور کھانے کے بعد شکر ادا کرنے کے اذکار نعمت کی قدر سکھاتے ہیں؛ گھر سے نکلتے وقت اللہ پر توکل اور راہ کی آفات سے حفاظت کی دعا کا مفہوم مذکور ہے؛ اور غم، تکلیف و بیماری کے مواقع پر ان دعاؤں کا اہتمام سکھایا گیا ہے جن میں اللہ کی رحمت کا واسطہ اور صبر کی توفیق طلب کی جاتی ہے۔ نیچے کی تصویر دن بھر کے اسی چکر کو ظاہر کرتی ہے۔



تصویر 1: روزمرہ زندگی میں اذکار کا یومیہ چکر

جدول 1: اذکار کے مواقع، مفاہیم اور مقاصد

موقع	ذکر کا مرکزی مفہوم	مقصد
بیدار ہونے پر	دوبارہ زندگی کی نعمت پر حمد	دن کا آغاز شکر سے کرنا
صبح و شام	حفاظت، عافیت اور مغفرت کی طلب	پورے دن و رات کا روحانی حصار
نماز کے بعد	تسبیح، تحمید و تکبیر کی تکمیل	عبادت کے اثر کو باقی رکھنا
کھانے پینے پر	نعمت دینے والے کا اعتراف و شکر	ناشکری سے بچاؤ، برکت کی طلب
سونے سے پہلے	نفس کو اللہ کے سپرد کرنا	خوف سے نجات، پرسکون نیند
غم و تکلیف میں	رحمت کی طلب اور صبر کی دعا	مایوسی سے حفاظت، امید کی بحالی

اذکار کے مقاصد کا تجزیاتی جائزہ

تجزیے سے اذکار کے چار بڑے مقاصد سامنے آتے ہیں۔ پہلا مقصد عقیدے کی تجدید ہے؛ ہر ذکر میں توحید کا اقرار، اللہ کی بڑائی اور بندے کی عاجزی دہرائی جاتی ہے جس سے ایمان تازہ رہتا ہے۔ دوسرا مقصد قلبی زندگی ہے؛ ذکر دل کی سختی دور کر کے اسے نرم، زندہ اور اللہ کی طرف مائل رکھتا ہے۔ تیسرا مقصد اخلاقی اصلاح ہے؛ جس زبان پر اللہ کا نام بار بار آئے وہ جھوٹ، غیبت اور فحش کلام سے خود بخود رکتی ہے، اور جس دل میں اللہ کی یاد ہو وہ حسد، کینہ اور تکبر سے بچتا ہے۔ چوتھا مقصد عملی زندگی میں برکت و تحفظ ہے؛ دعا بندے کے لیے وہ دروازہ ہے جہاں وہ اپنی ہر حاجت، خوف اور امید لے کر جاتا ہے۔ یہ چاروں مقاصد مل کر اذکار کو انفرادی عبادت سے بڑھ کر ایک معاشرتی اصلاحی قوت بنا دیتے ہیں، کیونکہ ذکر کرنے والا شخص اپنے گھر، بازار اور دفتر ہر جگہ امانت و سچائی کا پیکر بن جاتا ہے۔

روحانی واخلاقی فوائد

روحانی فوائد میں سب سے نمایاں دل کا اطمینان ہے؛ آج کا انسان بے چینی، افسردگی اور بے مقصدیت کا شکار ہے اور اذکار اسے وہ سکون دیتے ہیں جو دنیاوی اسباب سے نہیں ملتا، کیونکہ ذکر کرنے والا اپنے معاملات کسی بڑی ہستی کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ گناہوں سے دوری ہے؛ روایات میں استغفار کی کثرت کو رزق، آسانی اور نجات کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور مفہوم یہ ہے کہ جو بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر بخشش مانگتا رہے اس کا دل سیاہ نہیں پڑتا۔ تیسرا فائدہ اللہ کی معیت کا احساس ہے؛ روایت کا مفہوم ہے کہ اللہ اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ اسے یاد کرتا ہے اور اگر وہ اسے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الذکر)۔ اخلاقی فوائد میں شکر گزاری، صبر، توکل، نرمی اور لوگوں کے لیے خیر خواہی شامل ہیں؛ مثال کے طور پر جو شخص ہر نماز کے بعد ذکر کرتا ہے اس کی زبان قابو میں رہتی ہے، جو صبح شام عافیت مانگتا ہے وہ دوسروں کی عافیت کا بھی خواہاں بنتا ہے اور جو سونے سے پہلے سب کو معاف کر کے سوتا ہے اس کا دل کینے سے پاک رہتا ہے۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ روزمرہ کے اذکار و مسنون دعائیں زندگی کے ہر موقع کو عبادت میں بدل دینے کا نبوی نظام ہیں۔ ان کے مواقع بیداری سے نیند تک پھیلے ہوئے ہیں، ان کے مفاہیم توحید، شکر، توکل اور مغفرت پر مشتمل ہیں، ان کے مقاصد ایمان کی تجدید، دل کی زندگی، اخلاق کی اصلاح اور دنیا و آخرت کی عافیت ہیں اور ان کے فوائد اطمینانِ قلب سے لے کر معاشرتی کردار کی خوبصورتی تک محیط ہیں۔ طالب علم کے لیے عملی سبق یہ ہے کہ وہ چند اذکار کو مستند کتاب سے صحیح سیکھ کر ان کی پابندی شروع کرے، بتدریج ان میں اضافہ کرے اور ذکر کو زبان کے ساتھ دل کی حاضری سے جوڑے، کیونکہ اصل فائدہ اسی ذکر کا ہے جس میں دل بھی شریک ہو۔

سوال نمبر 2: یونٹ نمبر چھ کی احادیث سے مستنبط احکام، اصول اور عملی ہدایات (20 نمبر)

سوال نمبر 2: یونٹ نمبر چھ میں مذکور احادیث کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ان سے مستنبط ہونے والے اہم احکام، اصول اور عملی ہدایات کو واضح کریں۔ (20)

تعارف

صحیح مسلم کے مطالعے میں جس حصے پر یونٹ نمبر چھ مبنی ہے اس میں وہ احادیث آتی ہیں جو ذکر و دعا کے بعد بندے کے باطنی احوال، توبہ و استغفار، دل کی نرمی، آخرت کی یاد اور منافقانہ اوصاف سے بچاؤ جیسے موضوعات کو زیرِ بحث لاتی ہیں؛ کتاب التوبہ، کتاب الذکر سے جڑے مباحث اور رقاق و صفات سے متعلق ابواب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ان احادیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ان سے محض جزئی فقہی مسائل ہی نہیں نکلتے بلکہ انسان کی پوری زندگی کے لیے اصول و ضوابط مستنبط ہوتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں کسی حدیث سے حکم، اصول یا ہدایت اخذ کرنے کے عمل کو استنباط کہتے ہیں اور اس سوال میں یہی مطلوب ہے کہ یونٹ چھ کی احادیث کا تجزیاتی مطالعہ کر کے ان سے نکلنے والے اہم احکام، بنیادی اصول اور عملی ہدایات کو واضح کیا جائے۔ طالب علم کی توجہ کے لیے یہ نکتہ اہم ہے کہ استنباط ایک منظم علمی عمل ہے؛ ہر رائے کو حکم نہیں کہا جا سکتا بلکہ حکم وہی معتبر ہوتا ہے جو اصولِ حدیث و فقہ کی روشنی میں اہلِ علم نے اخذ کیا ہو۔

استنباط کا طریقہ کار اور تجزیاتی زاویے

احادیث سے استنباط کے لیے محدثین و فقہاء نے چند معروف زاویے مقرر کیے ہیں۔ پہلا زاویہ امر و نہی کا ہے؛ جہاں حدیث میں کسی عمل کا حکم ہو یا کسی چیز سے ممانعت آئے وہاں سے وجوب، استحباب، حرمت یا کراہت کا حکم اخذ کیا جاتا ہے جس کی درجہ بندی قرائن سے طے ہوتی ہے۔ دوسرا زاویہ خبر کا ہے؛ جو روایت کسی غیبی حقیقت، مثلاً توبہ قبول ہونے یا قیامِ قیامت کی علامت کی خبر دے وہ عقیدے و یقین کی بنیاد بنتی ہے۔ تیسرا زاویہ فضیلت و ترغیب کا ہے جس سے عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور چوتھا زاویہ واقعات و سیرت کا ہے جس سے عملی نمونہ ملتا ہے۔ یونٹ چھ کی احادیث پر ان زاویوں کا اطلاق کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا غالب رنگ تربیتی و اخلاقی ہے؛ یہ احادیث انسان کو گناہ سے نکال کر توبہ کی راہ پر، غفلت سے نکال کر یادِ آخرت کی راہ پر اور منافقت سے نکال کر اخلاص کی راہ پر لاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے مستنبط احکام میں عبادات کے جزئی مسائل کی نسبت ایمانی کیفیت، دل کے اعمال اور اخلاقی رویوں کے احکام زیادہ نمایاں ہیں، اور یہی اس یونٹ کی پہچان ہے۔

مستنبط اہم احکام

ان احادیث سے پہلا بڑا حکم توبہ کی فرضیت و اہمیت کا نکلتا ہے؛ گناہ کے بعد دیر کیے بغیر اللہ کی طرف رجوع کرنا، گناہ چھوڑنا، نادم ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا توبہ کی بنیادی شرائط کے طور پر اہلِ علم نے انہی نصوص سے اخذ کی ہیں، اور اگر گناہ کسی بندے کے حق سے متعلق ہو تو اس حق کی ادائیگی یا معافی بھی اسی میں شامل ہے۔ روایات کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے جس کی مثال اس شخص کی خوشی سے دی گئی ہے جسے ویرانے میں گم شدہ سواری مع اسباب مل جائے، اور یہ کہ توبہ کا دروازہ قیامت کی بڑی علامات سے پہلے تک کھلا ہے (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ)۔ دوسرا حکم استغفار کی کثرت کا استحباب ہے؛ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایات میں دن میں کثرت سے استغفار کا ذکر آتا ہے جس سے امت کے لیے نمونہ قائم ہوا۔ تیسرا حکم دل کی نرمی ورقت سے جڑا ہے؛ موت اور قبر کی یاد کی ترغیب اور دنیا کی بے ثباتی کے بیان سے یہ ہدایت نکلتی ہے کہ مؤمن دنیا کو منزل نہیں، راستہ سمجھے۔ چوتھا حکم منافقانہ علامات سے اجتناب کا وجوب ہے؛ جھوٹ، وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت جیسی صفات کو روایات میں نفاق کی علامات کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس سے ان کا ترک لازم آتا ہے اگرچہ کسی شخص پر نفاق کا قطعی حکم لگانا اس گائیڈ کے دائرے سے باہر اور اہلِ علم کا کام ہے۔

مستنبط بنیادی اصول

احکام کے ساتھ یہ احادیث چند ہمہ گیر اصول بھی دیتی ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اور کوئی گناہ اس کی رحمت سے بڑا نہیں، اس لیے مایوسی خود ایک گناہ کی کیفیت ہے جس سے بچنا چاہیے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ اعتبار خاتمے کا ہے؛ اس لیے عمل کی توفیق کے ساتھ حسنِ خاتمے کی دعا اور آخری عمر میں نیکی کی کوشش اس یونٹ کا مستقل پیغام ہے۔ تیسرا اصول باطن کی اصلاح کا ظاہر سے مقدم ہونا ہے؛ نیت و اخلاص درست ہو تو چھوٹا عمل بڑا بن جاتا ہے اور نیت خراب ہو تو بڑا عمل بھی وزن کھو دیتا ہے۔ چوتھا اصول محاسبے کا ہے؛ روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لینا، حقوق العباد کا خیال رکھنا اور موت سے پہلے تیاری کرنا مؤمن کی پہچان بتایا گیا ہے۔ پانچواں اصول

اجتماعی اخلاق کا ہے؛ دوسروں کے عیوب کی ٹوہ کے بجائے اپنی اصلاح، پردہ پوشی اور نرمی جیسی ہدایات بھی انہی ابواب کی روایات سے مستنبط ہوتی ہیں۔ یہ اصول اس بات کا ثبوت ہیں کہ صحیح مسلم صرف مسائل کی کتاب نہیں بلکہ کردار سازی کا مکمل نصاب ہے۔

جدول 2: یونٹ نمبر چھ سے استنباط کا خلاصہ

عملی نتیجہ	مستنبط نکتہ	زمرہ
گناہ کے بعد دیر نہ کرنا، حقوق ادا کرنا	توبہ میں شرائط کے ساتھ فوری رجوع	حکم
روزانہ کا معمول بنانا	استغفار و ذکر کی کثرت کا استحباب	حکم
امید کے ساتھ اصلاح کی کوشش	رحمتِ الٰہی مایوسی پر غالب	اصول
اخلاص کی حفاظت، حسنِ خاتمے کی دعا	اعتبار خاتمے و نیت کا ہے	اصول
سچائی، امانت، وعدے کی پابندی	نفاق کی علامات سے اجتناب	ہدایت
روزانہ جائزہ، تیاری کی فکر	موت و آخرت کی یاد و محاسبہ	ہدایت

عملی ہدایات اور دورِ حاضر میں اطلاق

ان احادیث سے نکلنے والی عملی ہدایات کو روزمرہ زندگی پر منطبق کیا جائے تو ایک واضح لائحہ عمل بنتا ہے۔ فرد کی سطح پر ہدایت یہ ہے کہ وہ نماز و ذکر کے ساتھ روزانہ کچھ وقت توبہ و استغفار اور خود احتسابی کے لیے مقرر کرے، اپنی کمائی، زبان اور نگاہ کا جائزہ لے اور جہاں حقوق کی کوتاہی ہو اسے فوری درست کرے۔ خاندان کی سطح پر ہدایت یہ ہے کہ گھر میں نرمی، سچائی اور وعدے کی پاسداری کا ماحول بنایا جائے کیونکہ نفاق کی علامات سب سے پہلے گھر کے رویوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ معاشرے کی سطح پر یہ احادیث امانت داری، ملازمت و تجارت میں دیانت، میڈیا و گفتگو میں سچائی اور اختلاف میں انصاف کا درس دیتی ہیں۔ نوجوانوں کے لیے خاص ہدایت یہ بنتی ہے کہ وہ مایوسی و بے راہ روی کے

اس دور میں توبہ کے کھلے دروازے کو پہچانیں اور یہ سمجھیں کہ اصلاح کا آغاز عمر کے کسی خاص حصے کا محتاج نہیں۔ اس کے ساتھ یہ احتیاط بھی لازم ہے کہ کسی حدیث سے اپنی پسند کا حکم از خود اخذ نہ کیا جائے؛ مستنبط احکام وہی نقل کیے جائیں جو معتبر شروح، مثلاً امام نووی کی شرح صحیح مسلم، میں اہلِ علم نے بیان کیے ہوں، اور متنازعہ مسئلے میں اپنے استاد و مفتی سے رجوع کیا جائے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ یونٹ نمبر چھ کی احادیث تجزیاتی مطالعے سے تین سطحوں پر رہنمائی فراہم کرتی ہیں: احکام کی سطح پر توبہ کی شرائط و فضیلت، استغفار کی کثرت اور نفاق کی علامات کا ترک؛ اصولوں کی سطح پر رحمت کی وسعت، اخلاص و خاتمے کا اعتبار اور محاسبے کی اہمیت؛ اور عملی سطح پر فرد، خاندان اور معاشرے کی اصلاح کا مکمل پروگرام۔ یہ یونٹ طالب علم کو یہ سکھاتا ہے کہ حدیث کا مطالعہ صرف معلومات جمع کرنا نہیں بلکہ ان سے زندگی کے اصول کشید کرنا ہے، بشرطیکہ یہ کشید اہلِ علم کے مقررہ اصولوں کے اندر رہ کر کی جائے۔ اسی منضبط استنباط سے حدیث کا فیض حاصل ہوتا ہے اور بے احتیاطی سے ہونے والی غلط فہمیوں سے بچاؤ رہتا ہے۔

سوال نمبر 3: ابنِ صیاد کا واقعہ اور فتنوں سے متعلق احادیث کا تجزیہ (20 نمبر)

سوال نمبر 3: ابنِ صیاد کے واقعے اور قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں سے متعلق یونٹ نمبر سات کی احادیث کا جائزہ لیتے ہوئے ان روایات کے مرکزی مضامین، فتنوں کی نوعیت اور ان سے متعلق شرعی رہنمائی کا تجزیہ کریں۔ (20)

تعارف

صحیح مسلم کی کتاب الفتن واشراط الساعۃ اسلام کی ان اہم ترین کتابوں میں سے ہے جس میں قیامت سے پہلے پیش آنے والے فتنوں اور علامات کا بیان جمع کیا گیا ہے۔ یونٹ نمبر سات اسی کتاب کے اس حصے سے متعلق ہے جس میں ابنِ صیاد کا مشہور واقعہ اور اس سے جڑی روایات آتی ہیں۔ ابنِ صیاد مدینہ کا ایک یہودی نوجوان تھا جس کے غیر معمولی

احوال کی وجہ سے بعض صحابہ کو شبہ ہوا کہ کہیں یہی دجال تو نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی تحقیق فرمائی، اس سے گفتگو کی اور معاملے کی حقیقت کو وحی و تجربے کی روشنی میں واضح فرمایا۔ اس واقعے کے ارد گرد کی روایات محض ایک تاریخی قصہ نہیں بلکہ فتنوں کے دور میں مؤمن کے طرزِ عمل کی بہترین تربیت ہیں۔ اس جواب میں ہم ان روایات کے مرکزی مضامین، فتنوں کی نوعیت اور ان سے متعلق شرعی رہنمائی کا تجزیہ پیش کرتے ہیں، اس احتیاط کے ساتھ کہ غیبی امور میں قطعی فیصلے وحی کے دائرے میں رہ کر اہلِ علم کرتے ہیں اور عام طالب علم کا کام روایات کا فہم و اتباع ہے۔

ابنِ صیاد کے واقعے کا خلاصہ اور روایات کا جائزہ

روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابنِ صیاد، جس کا نام صافی یا صاف بھی بیان کیا جاتا ہے، بنو نجار کے اطراف میں رہتا تھا اور اس کے بارے میں عجیب باتیں مشہور تھیں۔ صحیح مسلم کی روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے گئے، اس سے چند سوالات کیے اور اس کے ذہن میں چھپائی گئی بات بوجھنے کا واقعہ بھی پیش آیا جس میں اس کا ادھورا جواب اس کی محدود و غیر یقینی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ نے یہ مفہوم ارشاد فرمایا کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو اس پر تمہیں قدرت نہیں دی گئی، اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل میں کوئی بھلائی نہیں۔ بعض صحابہ مثلاً حضرت حفصہ و ابن عمر رضی اللہ عنہم کے بعد کے واقعات سے بھی اس شخص کی مشکوک حرکات کا تذکرہ ملتا ہے۔ شارحین، خصوصاً امام نووی نے ان روایات کی شرح میں لکھا ہے کہ ابنِ صیاد کے بارے میں علماء کی آراء مختلف رہی ہیں؛ ایک رائے یہ ہے کہ وہ چھوٹا دجال یا دجالوں میں سے ایک تھا، اکبر دجال نہیں، کیونکہ اکبر دجال کی جو علامات روایات میں آئی ہیں وہ اس پر منطبق نہیں ہوتیں، اور تمیم داری کی روایت میں اصل دجال کا جزیرے میں مقید ہونا اس سے الگ واقعہ ہے۔ یہ اختلاف خود اس بات کا درس ہے کہ ایسی روایات میں جلد بازی سے کسی شخص پر قطعی فتویٰ نہیں لگانا چاہیے۔

روایات کے مرکزی مضامین

ان روایات کے مرکزی مضامین چار ہیں۔ پہلا مضمون غیب کی حد بندی ہے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اور ابنِ صیاد جیسے کاہنانہ دعوے کرنے والے کبھی یقینی خبر نہیں دے سکتے۔ اس لیے مؤمن کا عقیدہ کاہنوں، جادوگروں اور نجومیوں کی تصدیق سے محفوظ رہنا چاہیے۔ دوسرا مضمون تحقیق کا اصول ہے؛ خود نبی نے خبر پر اکتفا کرنے کے بجائے بنفسِ نفیس جا کر معاملے کی جانچ فرمائی، جس سے یہ تعلیم ملی کہ سن سنی باتوں پر فیصلے نہ کیے جائیں۔ تیسرا مضمون فتنے کی پہچان کا معیار ہے؛ دجال کی اصل شناخت اس کی ظاہری شعبدہ بازی نہیں بلکہ اس کا باطل دعویٰ اور دین کے خلاف اس کی دعوت ہے، اس لیے فتنے کو شخصیات کے بجائے حق و باطل کے اصول سے پرکھا جائے۔ چوتھا مضمون امت کو پیشگی خبردار کرنا ہے؛ ان احادیث کا مقصد خوف پھیلانا نہیں بلکہ آنے والے خطرات سے پہلے ایمان کی تیاری کرانا ہے تاکہ فتنہ آئے تو مؤمن پہلے سے واقف و تیار ہو۔

فتنوں کی نوعیت کا تجزیہ

کتاب الفتن کی مجموعی روایات سے فتنوں کی چند نوعیتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک نوعیت عقیدے کے فتنے ہیں جن میں باطل دعوے دار اور گمراہ کن نظریات ایمان کو متزلزل کرتے ہیں۔ دوسری نوعیت اخلاقی و معاشرتی فتنے ہیں جن میں قتل و غارت، جھوٹ کی کثرت، امانت کا اٹھ جانا اور علم کا کم ہونا شامل ہے جن کا تذکرہ روایات کے مفہوم میں آتا ہے۔ تیسری نوعیت دھوکے کی ہے جس میں باطل حق کے لباس میں پیش ہوتا ہے؛ دجال کی سب سے بڑی آزمائش بھی یہی ہو گی کہ وہ ظاہری کرامات نما شعبدوں سے لوگوں کو مرعوب کرے گا۔ تجزیہ یہ بھی دکھاتا ہے کہ فتنے تدریجاً آتے ہیں، چھوٹے فتنے بڑے فتنوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں اور ان کی شدت جگہ و زمانے کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ روایات میں فتنوں کا ذکر ان کی تاریخ یا سال مقرر کر کے نہیں آیا، اس لیے کسی خاص واقعے یا شخصیت پر علامات کو زبردستی منطبق کرنا اہلِ علم کے منہج کے خلاف ہے؛ صحیح رویہ یہ ہے کہ علامات کو پہچانا جائے مگر اطلاق میں انتہائی احتیاط کی جائے۔

فتنوں سے متعلق شرعی رہنمائی

ان احادیث سے فتنوں کے دور کے لیے جو شرعی رہنمائی ملتی ہے وہ نہایت عملی ہے۔ پہلی ہدایت ایمان و عمل کی مضبوطی ہے؛ روایات کا مفہوم ہے کہ فتنوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کی جائے کیونکہ فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آئیں گے۔ دوسری ہدایت قرآن و سنت اور اہلِ علم سے جڑے رہنا ہے؛ جب رائے و خبر میں اختلاف ہو تو وحی کی طرف لوٹنا ہی نجات ہے۔ تیسری ہدایت فتنے کی جگہ سے دوری ہے؛ روایات میں فتنے میں بیٹھا ہوا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے بہتر قرار دیا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ فتنے کی آگ میں کودنے کے بجائے کنارہ کشی اور اپنی حفاظت کو ترجیح دی جائے۔ چوتھی ہدایت زبان و خبر کی احتیاط ہے؛ ہر سنی سنائی بات آگے بڑھانا فتنے کو ہوا دینا ہے۔ پانچویں ہدایت دعا و پناہ کی کثرت ہے؛ نماز میں اور عام حالات میں فتنوں سے پناہ مانگنا نبوی معمول رہا ہے۔ ان ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ فتنے کا علاج تجسس اور ہیجان نہیں بلکہ علم، صبر، تقویٰ اور اہلِ حق کی صحبت ہے۔

نتیجہ

حاصلِ تجزیہ یہ ہے کہ یونٹ نمبر سات کی احادیث کا مرکزی پیغام تین باتوں میں سمٹ آتا ہے: ابنِ صیاد کا واقعہ تحقیق، احتیاط اور غیب کی حدود کی تعلیم دیتا ہے؛ فتنوں کی نوعیت یہ بتاتی ہے کہ آزمائشیں عقیدے، اخلاق اور معاشرت ہر سطح پر آئیں گی اور باطل اکثر دھوکے کے لباس میں ہو گا؛ اور شرعی رہنمائی یہ ہے کہ مؤمن اعمال میں سبقت، قرآن و سنت سے وابستگی، فتنوں سے دوری اور دعا کے ذریعے اپنا ایمان محفوظ رکھے۔ ان روایات کو اس توازن کے ساتھ پڑھنا ہی درست ہے کہ نہ انہیں محض قصہ سمجھ کر نظر انداز کیا جائے اور نہ ان کی بنیاد پر شخصیات و واقعات پر قطعی فیصلے صادر کیے جائیں؛ یہ فیصلے اہلِ علم و تحقیق کا کام ہیں جبکہ طالب علم کا فریضہ فہم، احتیاط اور عمل ہے۔

سوال نمبر 4: دجال سے متعلق روایات پر جامع نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 4: دجال سے متعلق یونٹ نمبر آٹھ میں مذکور مختلف روایات کو باہم مربوط کرتے ہوئے دجال کی علامات، اس کے فتنے کی نوعیت، اس کے اثرات اور اس سے حفاظت کے طریقوں پر جامع نوٹ تحریر کریں۔ (20)

تعارف

دجال کا فتنہ اسلامی عقائد میں قیامت کی بڑی علامات میں سے سب سے سنگین آزمائش کے طور پر بیان ہوا ہے۔ صحیح مسلم کی کتاب الفتن میں اس موضوع پر متعدد طویل روایات ایک پورا باب بلکہ کئی ابواب گھیرے ہوئے ہیں جن میں حضرت نواس بن سمعان، حضرت تمیم داری، حضرت ابو سعید خدری، حضرت فاطمہ بنت قیس اور دیگر صحابہ کی روایات شامل ہیں۔ یونٹ نمبر آٹھ کی یہ روایات آپس میں ٹکڑوں کی صورت میں نہیں بلکہ ایک مکمل تصویر ہیں؛ کہیں دجال کی ظاہری علامات آئی ہیں، کہیں اس کی مدت و رفتار، کہیں اس کے شعبدے اور کہیں اس کے انجام و اس سے بچاؤ کے طریقے۔ اس جواب میں ہم ان روایات کو باہم مربوط کر کے دجال کی علامات، اس کے فتنے کی نوعیت، اس کے اثرات اور حفاظت کے طریقوں پر جامع نوٹ پیش کرتے ہیں۔ یہ بحث خالص تعلیمی و اعتقادی مطالعہ ہے؛ غیبی تفصیلات میں وہی بات معتبر ہے جو صحیح روایات سے ثابت ہو اور اس کا اطلاق کسی دور یا شخص پر کرنا اس گائیڈ کا مقصد نہیں۔

دجال کی علامات: روایات کا مربوط جائزہ

روایات کو جوڑنے سے دجال کی شناخت کی چند واضح علامات سامنے آتی ہیں۔ سب سے نمایاں علامت اس کی ایک آنکھ کا عیب ہے؛ روایات کا مفہوم ہے کہ دجال کی دائیں آنکھ مندمل یعنی ابھرے ہوئے انگور کی مانند ہو گی اور اس پر گوشت کا لوتھڑا سا ہو گا، جبکہ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، یہ تنبیہ اس لیے کی گئی کہ کوئی شخص دجال کے دعوے سے دھوکا نہ کھائے (صحیح مسلم، کتاب الفتن)۔ دوسری علامت اس کی پیشانی پر کافر کے واضح حروف کا ہونا ہے جسے ہر مؤمن خواہ پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو پڑھ لے گا، یہ بھی روایات کے مفہوم میں آیا ہے۔ تیسری علامت اس کا مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہو سکنا ہے؛ روایت کا مفہوم ہے کہ مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرہ دیں گے اور دجال مدینہ کے باہر پڑاؤ کرے گا تو شہر میں زلزلے جیسے جھٹکوں سے منافقین نکل کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ چوتھی بڑی علامتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق کے قریب نزول اور ان کے ہاتھوں دجال کا خاتمہ ہے جو روایات میں تفصیل سے مذکور ہے۔ اسی طرح تمیم داری کی مشہور روایت میں جساسہ اور جزیرے میں زنجیروں میں جکڑے دجال کا

ذکر ہے جس نے جھیل و چشمے اور نبی آخر الزماں کے بارے میں سوالات کیے تھے (صحیح مسلم، کتاب الفتن، حدیث الجساسۃ)۔ ان تمام علامات کو ملانے سے ایک شخصیت کی مکمل خاکہ کشی ہوتی ہے جسے پہچاننا مؤمن کے لیے مشکل نہیں رہے گا۔

فتنے کی نوعیت: سب سے بڑی آزمائش

روایات کا مفہوم ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی معاملہ یا فتنہ نہیں، اور ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ اس فتنے کی نوعیت سمجھنے کے لیے اس کے وسائل دیکھنے چاہئیں۔ اولاً اس کے پاس ظاہری رزق کی طاقتوں کا دھوکا ہو گا۔ وہ زمین کو پیداوار کا حکم دینے اور آسمان کو بارش کا حکم دینے جیسے شعبدے دکھائے گا، خزانے اس کے پیچھے چلیں گے اور وہ ایک شخص کو مار کر دوبارہ زندہ کرنے جیسا تماشا بھی کرے گا جس پر کم عقل لوگ دھوکا کھائیں گے۔ ثانیاً اس کی رفتار غیر معمولی ہو گی؛ روایت میں اس کی چال بارش کو اڑانے والی ہوا جیسی بتائی گئی ہے۔ ثالثاً اس کی مدت کے بارے میں نواس بن سمعان کی روایت کا مفہوم ہے کہ وہ چالیس دن رہے گا جن میں ایک دن سال کے برابر، ایک مہینے کے برابر اور ایک ہفتے کے برابر ہو گا اور باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے، اور اسی بنا پر صحابہ کے سوال پر نمازوں کا اندازہ لگا کر پڑھنے کی ہدایت دی گئی۔ رابعاً اس کا سب سے بڑا جال اس کا جھوٹا دعویٰ ہو گا، پہلے نبوت اور پھر خدائی کا دعویٰ اس فتنے کی اصل ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام امور اللہ کے اذن سے بطور آزمائش ظاہر ہوں گے، حقیقی قدرت صرف اللہ کی ہے اور دجال کی یہ شعبدہ بازیاں مؤمن کے نزدیک اس کے جھوٹ کی دلیل ہیں، سچائی کی نہیں۔

جدول 3: دجال — علامات، فتنہ اور حفاظت

پہلو	روایات سے حاصل شدہ مفہوم	مؤمن کا رویہ
ظاہری علامت	ایک آنکھ کا عیب، پیشانی پر واضح نشانی	دعوے کو علامت سے پرکھنا
دائرہ کار	مکہ و مدینہ کے سوا ہر جگہ رسائی	حرمین کی فضیلت و حفاظت پر یقین
فتنے کی نوعیت	رزق و شعبدوں کے ذریعے خدائی کا جھوٹا دعویٰ	توحید پر مضبوطی، دھوکے سے بچاؤ

جماعتِ حق سے وابستگی	ایمان کی تقسیم، کمزور ایمان والوں کا بہکاوا	اثرات
عمل کی پیشگی تیاری	سورۃ الکہف، دعائے تشہد، دجال سے دوری	حفاظت
حق کی فتح کا یقین دامیہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں خاتمہ	انجام

دجال کے فتنے کے اثرات

روایات و شروح کی روشنی میں اس فتنے کے اثرات کئی سطحوں پر ظاہر ہوں گے۔ اعتقادی سطح پر سب سے بڑا اثر یہ ہو گا کہ رزق و آسائش کی خاطر لوگ اپنے ایمان کا سودا کریں گے؛ روایت کے مفہوم میں بدوؤں و دیہاتیوں اور کم علم طبقات کا اس کے جال میں پھنسنا خاص طور پر مذکور ہے، جس سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ معاشی سطح پر وہ بارش و پیداوار کے کنٹرول کا دھوکا دے کر اپنے ماننے والوں کو آسائش اور انکار کرنے والوں کو قحط و تنگی سے ڈرائے گا، گویا یہ ایمان بمقابلہ پیٹ کی قدیم آزمائش کی شدید ترین صورت ہو گی۔ اخلاقی و سماجی سطح پر خاندان و قبیلے بٹ جائیں گے اور حق پر رہنے والوں کو اپنے ہی ماحول میں اجنبیت جھیلنی پڑے گی۔ دینی سطح پر مثبت اثر یہ بھی نکلتا ہے کہ اسی فتنے کے ذریعے کھرے و کھوٹے ایمان کا فرق ظاہر ہو گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد حق کا غلبہ اور امن کا دور آئے گا۔ ان اثرات کا مطالعہ آج کے طالب علم کو یہ سبق دیتا ہے کہ مال و شہرت کی چمک پر ایمان بیچنا دراصل دجالی فتنے کی عام شکل ہے جس سے ہر دور میں بچنا ضروری ہے۔

دجال سے حفاظت کے طریقے

صحیح مسلم و دیگر کتب کی روایات میں حفاظت کے کئی عملی طریقے بیان ہوئے ہیں۔ پہلا طریقہ سورۃ الکہف کی تلاوت و حفظ ہے؛ روایت کا مفہوم ہے کہ جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور بعض روایات میں آخری دس آیات کا ذکر بھی آیا ہے (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و کتاب الفتن)۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ سورۃ الکہف ایمان، مال، علم اور اقتدار کے چاروں بڑے فتنوں کا علاج پیش کرتی ہے۔ دوسرا طریقہ نماز کے آخری تشہد میں چار چیزوں سے پناہ مانگنا ہے جن میں فتنہ دجال خاص طور پر شامل ہے، اس دعا کے الفاظ مستند اذکار کی کتاب سے سیکھے جائیں۔ تیسرا طریقہ دجال سے سامنا کرنے کے بجائے اس سے دور رہنا ہے؛ روایت کا

مفہوم ہے کہ جو اس کی خبر سنے وہ اس سے دور رہے کیونکہ خود کو مضبوط سمجھنے والا بھی اس کے شعبدوں سے متاثر ہو سکتا ہے۔ چوتھا طریقہ مکہ و مدینہ کی طرف سفر و قیام کی فضیلت سے فائدہ اٹھانا ہے کیونکہ ان دونوں شہروں میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔ پانچواں اور سب سے بنیادی طریقہ صحیح علم حاصل کرنا، توحید کی پختگی، نماز و ذکر کی پابندی اور اہلِ علم کی صحبت ہے، کیونکہ فتنے سے اصل حفاظت ایمان کی وہ روشنی ہے جو دل میں ہوتی ہے۔

نتیجہ

جامع نوٹ کا حاصل یہ ہے کہ دجال سے متعلق روایات باہم مل کر ایک مکمل اعتقادی رہنمائی فراہم کرتی ہیں: اس کی علامات واضح ہیں تاکہ کوئی دھوکا نہ کھائے، اس کے فتنے کی نوعیت رزق و شعبدوں کے ذریعے جھوٹے خدائی دعوے پر مبنی ہو گی، اس کے اثرات ایمان کی سطح سے بڑھ کر تقسیم کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور اس سے حفاظت سورۃ الکہف، دعا، دوری اور پختہ ایمان میں مضمر ہے۔ طالب علم کے لیے درست رویہ یہی ہے کہ وہ ان روایات کو یقین کے ساتھ قبول کرے، ان سے ایمان کی تیاری کرے اور ان کے اطلاق و تعبیر میں اہلِ علم کی طرف رجوع رکھے، نہ سنسنی پھیلائے اور نہ کسی معاصر شخصیت پر اس فتنے کا عنوان چسپاں کرے۔ اس توازن سے یہ موضوع خوف کے بجائے تیاری و امید کا سبق بن جاتا ہے، کیونکہ روایات کا آخری پیغام یہی ہے کہ فتنہ کتنا ہی بڑا ہو انجام کار فتح حق کی ہو گی۔

سوال نمبر 5: دنیاوی زندگی اور آخرت کی تیاری میں توازن — جامع عملی لائحہ عمل (20 نمبر)

سوال نمبر 5: احادیثِ نبویہ کی روشنی میں دنیاوی زندگی اور آخرت کی تیاری کے درمیان متوازن طرزِ زندگی اختیار کرنے کے لیے ایک جامع عملی لائحہ عمل مرتب کریں۔

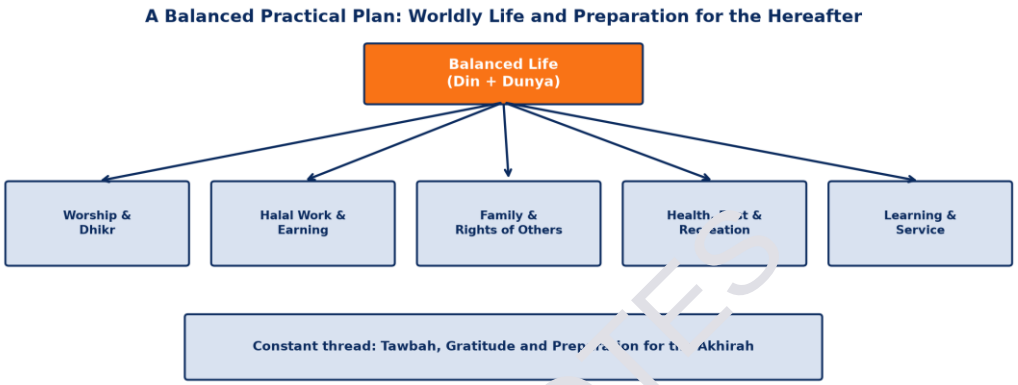
(20)

تعارف

انسان کے سامنے سب سے بڑا سوال ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ دنیا میں جیے بھی اور آخرت کی تیاری بھی کرے؛ ایک انتہا دنیا پرستی ہے جس میں آخرت بھلا دی جاتی ہے اور دوسری انتہا رہبانیت ہے جس میں دنیا کی حلال نعمتوں و ذمہ داریوں کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ احادیث نبویہ ان دونوں انتہاؤں کو رد کر کے درمیانی، متوازن راہ پیش کرتی ہیں۔ صحیح مسلم کی کتاب الرقاق والزھد اور دیگر ابواب میں دنیا کی حیثیت، اس کی بے ثباتی، عمل کی ترغیب اور حقوق کی ادائیگی پر واضح رہنمائی موجود ہے۔ اس سوال میں ہم انہی احادیث کی روشنی میں ایک جامع عملی لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں جس میں عقیدہ، عبادت، کسبِ حلال، خاندان، صحت، سماجی خدمت اور آخرت کی تیاری، سب پہلو شامل ہوں اور طالب علم اسے اپنی زندگی پر نافذ کر سکے۔

توازن کی نبوی بنیاد: چند اصول

توازن کا پہلا اصول دنیا کی صحیح حیثیت کا تعین ہے۔ روایات کا مفہوم ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کوئی انگلی سمندر میں ڈبوئے تو اس پر آنے والا پانی سمندر کے مقابلے میں ہو، اور یہ کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت قرار دی گئی یعنی مؤمن یہاں خواہشات کی قید میں رہے گا مگر اس کا اصل گھر آخرت ہے (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق)۔ دوسرا اصول حقوق کی ادائیگی ہے؛ مشہور واقعے کا مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو جو دن کو روزے اور رات کو عبادت میں گزارتے تھے یہ ہدایت فرمائی کہ تمہارے بدن کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا حق ہے، تمہارے اہل کا حق ہے اور تمہارے ملنے والے کا بھی حق ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ تیسرا اصول عمل میں ہم آہنگی و مداومت ہے؛ روایت کا مفہوم ہے کہ اللہ کو سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر مداومت ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔ چوتھا اصول کسبِ حلال کی عبادت ہونا ہے؛ ہاتھ کی کمائی اور ضرورت مندوں پر خرچ کو روایات میں بڑے مقام پر رکھا گیا ہے۔ ان چار اصولوں پر لائحہ عمل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔



تصویر 2: متوازن زندگی کے پانچ ستون — عبادت، کسب، خاندان، صحت اور علم و خدمت

لائحہ عمل حصہ اول: ایمان و عبادت کی بنیاد

عملی لائحے کا آغاز اس ترتیب سے ہو گا۔ پہلا قدم فرائض کی پابندی ہے: پانچوں نمازیں جماعت و خشوع کے ساتھ، رمضان کے روزے، زکاۃ کی ادائیگی اور فرائض کی قضا سے بچاؤ؛ یہ وہ بنیاد ہے جس کے بغیر آخرت کی تیاری کا دعویٰ مکمل نہیں ہوتا۔ دوسرا قدم روزانہ کا روحانی معمول ہے: فجر کے بعد قرآن کی تلاوت کا مقررہ حصہ، صبح و شام کے اذکار، دن میں استغفار کی کثرت اور رات کو سونے سے پہلے خود احتسابی۔ تیسرا قدم ہفتہ وار و ماہانہ محاسبہ ہے: ہر ہفتے اپنی نمازوں، کمائی کے ذرائع اور خاندانی حقوق کا جائزہ اور مہینے میں ایک دن خاص طور پر توبہ، صدقہ اور صلہ رحمی کے لیے رکھنا۔ چوتھا قدم علم کا تسلسل ہے: کسی معتبر استاد یا درس سے جڑ کر قرآن و حدیث کا باقاعدہ مطالعہ جاری رکھنا تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں اور عمل علم کی روشنی میں ہو۔ یہ بنیاد جتنی مضبوط ہو گی دنیا کے باقی شعبے اتنے ہی سنوریں گے، کیونکہ عبادت انسان کو وقت کی پابندی، امانت اور مقصدیت سکھاتی ہے جو دنیا کے کاموں میں بھی کام آتی ہے۔

لائحہ عمل حصہ دوم: کسب، خاندان، صحت اور سماج

دوسرا حصہ دنیوی ذمہ داریوں کا ہے جسے اسلام نے عبادت سے الگ نہیں رکھا۔ کسب کے میدان میں لائحہ عمل یہ ہے کہ ذریعہ آمدن حلال ہو، کام میں سچائی و امانت ہو، ملازمت یا تجارت کے اوقات میں حق تلفی نہ ہو اور کمائی کا ایک حصہ اللہ کی راہ و ضرورت مندوں کے لیے پہلے سے مقرر کر لیا جائے۔ خاندان کے میدان میں والدین کی

خدمت، شریکِ حیات و اولاد کے حقوق، ان کی دینی تربیت اور صلہ رحمی کو ہفتہ وار وقت کی تقسیم میں باقاعدہ جگہ دی جائے۔ صحت کے میدان میں متوازن غذا، نیند، چہل قدمی یا ورزش اور نشہ آور چیزوں سے مکمل اجتناب شامل ہو کیونکہ بدن بھی ایک امانت ہے جس کے بارے میں سوال ہو گا۔ سماجی میدان میں پڑوسی کا حق، مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، یتیم و بیوہ کی خبر گیری اور ماحول کی صفائی جیسے اعمال کو معمول بنایا جائے۔ رہبانیت سے منع کیے جانے کی حکمت بھی یہی ہے کہ معاشرہ انہی ذمہ داریوں سے بنتا ہے؛ جو شخص خاندان و سماج چھوڑ کر الگ ہو جائے وہ اسلام کے بنیادی مقصد سے دور ہو جاتا ہے۔ اس حصے میں ہر عمل کو نیت کے ساتھ آخرت کا ذریعہ بنانا ہی توازن کا کمال ہے۔

جدول 4: ہفتہ وار متوازن لائحہ عمل کا نمونہ

ہفتہ وار جائزہ	روزانہ	شعبہ
نماز و خشوع کی کیفیت کا محاسبہ	فرائض، تلاوت، اذکارِ صبح و شام	عبادت
آمدن و خرچ کا حساب، زکاۃ و صدقے کی منصوبہ بندی	حلال کمائی، امانت و وقت کی پابندی	کسب
والدین و رشتہ داروں سے ملاقات یا رابطہ	اہل سے حسنِ سلوک، اولاد کی تربیت	خاندان
وزن، توانائی اور عادات کا جائزہ	نیند، غذا اور حرکت کا توازن	صحت
وصیت، حقوق کی ادائیگی اور صدقہ جاریہ کی فکر	توبہ، استغفار، موت کی یاد	آخرت کی تیاری

آخرت کی تیاری کے مخصوص اقدامات

لائحہ عمل کا تیسرا حصہ ان اقدامات پر ہے جو براہِ راست آخرت سے جڑتے ہیں۔ اول، حقوق العباد کی فہرست بنانا اور انہیں ادا کرنا یا معاف کرانا، کیونکہ روایات کا مفہوم ہے کہ شہید کو بھی قرض معاف نہیں ہوتا جب تک ادا نہ ہو جائے، ایسی تنبیہات حقوق کی سنگینی ظاہر کرتی ہیں۔ دوم، وصیت کا اہتمام؛ روایت کا مفہوم ہے کہ جس مسلمان کے پاس

وصیت کے قابل کوئی چیز ہو اسے وصیت لکھے بغیر زیادہ راتیں نہیں گزارنی چاہئیں (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ)۔ سوم، صدقہ جاریہ کے منصوبے یعنی علم کی اشاعت، پانی کا انتظام، کسی طالب علم کی مدد یا کسی نیک ادارے میں حصہ جو موت کے بعد بھی ثواب جاری رکھے۔ چہارم، موت و قبر کی یاد کو معمول بنانا تاکہ غفلت دور ہو مگر یہ یاد مایوسی کے بجائے عمل کی تحریک بنے۔ پنجم، حسنِ خاتمے کی دعا اور گناہ کے فوری توبہ کی عادت۔ ان اقدامات کے ساتھ آخری ہدایت یہ ہے کہ دنیا کے کسی کام کو بھی آخرت سے کاٹ کر نہ دیکھا جائے؛ تعلیم حاصل کرنا، کاروبار کرنا، گھر بنانا اور اولاد کی پرورش سب درست نیت سے آخرت کی کھیتی بن جاتے ہیں، اور یہی نبوی توازن کی روح ہے کہ دنیا کو آخرت کی تیاری کا کھیت سمجھا جائے نہ اس کی حریف۔

نتیجہ

حاصل یہ ہے کہ احادیث نبویہ کی روشنی میں متوازن زندگی کا لائحہ عمل تین ستونوں پر کھڑا ہے: فرائض و اذکار پر مبنی ایمان و عبادت کی مضبوط بنیاد، کسب و خاندان و صحت و سماج کی ذمہ داریوں کی دیانت دارانہ ادائیگی، اور حقوق، وصیت، صدقہ جاریہ و توبہ کے ذریعے آخرت کی شعوری تیاری۔ ان تینوں میں سے کسی ستون کو ہٹا دیا جائے تو زندگی غیر متوازن ہو جاتی ہے؛ صرف دنیا آخرت کی تباہی ہے اور ذمہ داریوں سے فرار والی بے عملی سنت کے خلاف ہے۔ جو طالب علم اس لائحے کو چھوٹے مگر پائیدار اقدامات سے آج سے شروع کرے، وہ دنیا میں بھی کامیاب و مطمئن رہے گا اور آخرت کی تیاری بھی اس کے ہر دن کا حصہ بن جائے گی، یہی اس سوال کا عملی مقصد ہے۔